الكهف

(Al-Kahf)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1	الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ۜ	
	ساری حاکمیت مملکت الہیہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل کی۔ کہ اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی۔	

مباحث:۔ اس سورہ کے مضامین کے متعلق شروع میں ہی بتادیا گیا ہے۔کہ مومنین جو اصلاحی عمل کرتے ہیں انکوایک خوشحال فلاحی ریاست کی خوشخبری ہے وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا اور جو مومنین نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بشارت دے دو کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے۔ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا اور اُن لوگوں کو پیش آگاہ کرو جو کہتے ہیں کہ خالق نے جانشین ٹھرایا ہے۔ یہ ہیں مقاصد اس سورہ کے۔۔اگر تو مروجّہ عقیدے کو دیکھا جائے تو وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ولد بنانے کا عقیدہ صرف مسیحی فرقے میں نظر آتا ہے۔لیکن سورہ کا مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس سورہ میں سیدنا موسیٰ کی بات بھی ہورہی ہے۔اس لئے الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا جن لوگوں نے خالق کے بیٹے کا عقیدہ گھڑلیا ہے ان میں نہ صرف مسیحی فرقہ کو پیش آگاہ کیا جارہا ہے بلکہ موسیٰ کے پیروکاروں کو بھی اس عقیدے پر تنبیہ کی جارہی ہے۔اس کے دو نتیجے اخذ کئے جا سکتے ہیں کہ ا۔۔۔"قرآن نے اللہ کا بیٹا ہونے کے عقیدے کو اہمیت ہی نہیں دی بلکہ معاملہ کچھ اور ہے۔" ۲۔۔۔"قرآن نے اس عقیدے کو صرف مسیحی فرقے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ سب سابقہ اہل کتاب کو شامل کرلیا ہے۔"

2 قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا

قیام دینے والی کتاب۔۔،تاکہ وہ لوگوں کو اس کے سخت عذاب سے خبردار کردے،اور اہل امن کو جو اصلاحی کام کرتے ہیں کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے حسین اجر ہے۔

3 مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا

اس میں صابر و سنجیدہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

4 وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

	اور اُن لوگوں کو پیش آگاہ کرو جو یہ کہتے ہیں کہ مملکت الہیہ نے جانشین ٹھیرایا ہے۔	
5	مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا	
	نہ تو ان لوگوں کے لئے اور نہ ہی ان کے بڑوں کے لئے اس بارے میں کسی علم سے ہے بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور یہ لوگ صرف جھوٹ بول رہے ہیں۔	
6	فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا	
	پس اگر یہ لوگ اس بات پر امن قائم کرنے والے نہ ہوئے تو کیا تم ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنے آپ کو ملامت کروگے۔۔؟	
7	إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا	
	بے شک جو کچھ عوام کی ذمہ داری ہے ہم نے اسے عوام کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون حسن کارانہ انداز سے کام کرتا ہے۔	
8	وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا	
	اور جو کچھ اس مملکت کی ذمہ داری ہے بے شک ہم نے اس کو مشقت میں تباہ و برباد پایا۔	
مباحث:۔ اس آیت کو مفسرین نے آسمانوں کی جنّت اور دوزخ پر اٹھا رکھا ہے۔ جب کہ یہ اس دنیا کی جنّت و دوزخ کی بات ہو رہی ہے۔ آیت نمبر ۴۰ میں اسی دنیا کی دو جنّتوں کی بات ہو رہی ہے اور اسی دنیا کے حوالے سے زمین کو چٹیل کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا		

9	أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا
	کیا تمہارا خیال ہے کہ مملکت الٰہیہ میں پناہ گزیں اور تاریخ رقم کرنے والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیز نشانی تھے۔۔۔۔۔۔۔؟
	مباحث:۔ یہ آیت اہل تحقیق کے لئے راہ نما کی حیثیت رکھتی ہے۔ دیکھئے اس آیت میں ایک سوال کیا گیا۔۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ کہف اور رقیم والے ہماری آیات میں سے کوئی تعجب خیز نشانی تھے۔۔؟" ظاہر ہے اس کا جواب "نہیں" کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسے سوال کو استفہام انکاری کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ یعنی ایسا سوال جس کے جواب میں خود انکار موجود ہو۔۔۔۔۔۔ اس کا مطلب ہوا کہ جتنا کچھ بھی اصحاب کہف اور اصحاب رقیم کے متعلق عجیب و غریب داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہ قرآن کے خلاف ہیں۔ ہم ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہتے ہیں کہ قرآن میں یعنی اسلام میں کوئی دیومالائیت نہیں ہے یہ عجائبات اور شعبدہ بازی کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک بااصول ضابطہ اخلاق کی کتاب ہے۔
10	إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا
	جبکہ کچھ نوجوانوں نے مملکت الٰہیہ میں پناہ لی اور کہا کہ "اے ہمارے نظام ربوبیت ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے سمجھ بوجھ کا سامان فراہم کر دے۔"
	مباحث:۔ الکھف۔۔مادہ۔۔ ک ھ ف ۔۔ معنی۔۔پناہ گاہ، غار۔ اسی سورہ کی آیت نمبر ۵۸ میں ارشاد ہے وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا آپ کا نظام ربوبیت بڑا حفاظت فراہم کرنے والا اور صاحبِ رحمت ہے وہ اگر ان کے اعمال کا مواخذہ کر لیتا تو فوراً ہی عذاب نازل کر دیتا لیکن ان کے لئے ایک معیاد مقرر ہے کہ اس کے علاوہ یہ کوئی پناہ نہ پائیں گے۔ اس آیت میں ایک لفظ مَوْئِلًا آیا ہے جس کے معنی پناہ گاہ کے ہیں۔ یہ وہی پناہ گاہ ہے جہاں اصحاب کہف نے بھی پناہ لی تھی اور آج ہم سب کی اگر کوئی پناہ گاہ ہے تو وہ صرف اور صرف قرآن ہے۔

11

فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا

پس ہم نے ان کے اعلانات کے خلاف پناہ کے بارے تیاری کے طریقے بتائے۔

مباحث:۔ سِنِينَ ۔۔مادہ ۔۔ س ن ن ۔۔معنی ۔۔چھری کو تیز کرنا، اَلسِنُّ دانت ۔، اَلسَّنَنُ طریقہ۔، نمونہ۔، طرز۔، اَلسُنَّہ سیرت۔، طریقہ خاص۔، فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ ان کے کان بند کردیے۔ جس کا ترجمہ خواہ کچھ کیا جائے مفہوم ایک ہی ملتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بیرون از قرآن تعلیمات سے علیحدہ کرکے صرف اور صرف قرآن کی پناہ گاہ میں الٰہی تعلیمات کے اندر محدود کرلیا۔

12

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم جانیں کہ اُن کے دو گروہوں میں سے کس نے اُس بات کو محفوظ کیا جس کے لئے انہوں نے ایک مدت تک قیام کیا۔

مباحث:۔ ہم نے اس آیت میں أَحْصَىٰ کا معنی محفوظ کرنا کیا ہے أَحْصَىٰ ۔۔مادہ ح ص ء۔۔، معنی و مفہوم کے لحاظ سے اس میں نہ صرف گنتی کرنے بلکہ صحیح طریقے سے محفوظ کرنا ہوتے ہیں۔ یہ افعل و تفضیل کا صیغہ ہے مذکورہ آیت میں قوائد کے بعض علماء أَحْصَىٰ کو باب افعال سے واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ بتاتے ہیں۔ اور بعض اسے باب افعال سے ہی افعل تفضیل کا صیغہ بتاتے ہیں۔ اور أَمَدًا کو مفعول تمیز قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اس آیت میں اصحاب کہف نے نہ صرف اپنی علیحدگی کی مدت کو دھیان میں رکھا بلکہ علیحدگی کے مقصد یعنی تمام غیر الٰہی احکامات سے دور رہنے کو بھی ذہن میں رکھا۔

13	نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى	
	ہم تم کو ان کے واقعات بر بنائے حق بیان کر رہے ہیں۔۔۔۔وہ چند نوجوان تھے جو اپنے نظام ربوبیت کے احکامات کے ساتھ امن پر قائم تھے اور ہم نے ان کی رہنمائی میں اضافہ کیا۔	
14	وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا	
	ہم نے ان کے دلوں کو اُس وقت مربوط پایا جب انہوں نے استقامت دکھائی اور انہوں نے اعلان کیا کہ "اے ہمارے نظام ربوبیت تو ہی ہے وہ نظام ربوبیت ہے جو حکومت اور عوام پر محیط ہے۔ ہم اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے حاکم کی دعوت نہیں دیں گے اور اگر ہم ایسا کریں تو ہم انتشار کی بات کریں گے"	
15	هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا	
	یہ ہماری قوم ہے جس نے نظام ربوبیت کے ساتھ دوسرے حکمران اختیار کر لئے ہیں آخر یہ لوگ ان کے لئے کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے، پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو مملکت الہیہ پر جھوٹ گھڑے۔	
16	وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا	
	اور جب تم نے اِن سے اور مملکت الہیہ کے علاوہ ان کے ان ضابطوں سے کہ جن کی یہ عبدیت اختیار کئے ہوئے ہیں علیحدگی اختیار کر لی ہے تو اب مملکت الہیہ میں پناہ لو تمہارا نظام ربوبیت تمہارے لئے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دے گا اور تمہارے معاملات میں رفقاء فراہم کر دے گا۔	

17	وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا	
	اور تم دیکھتے ہو کہ سرکش حکومت جب آتی ہے تو وہ ان کی پناہ گاہ سے اعراض کرتے ہوئے دائیں بازو والی جماعت والے ہوجاتے ہے۔۔۔،اور جب **مملکت** ڈوبتی ہے تو بائیں بازو والی جماعت کے لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔۔اور اصحاب کہف **مملکت** سے کشادگی کے بارے منتظر ہیں۔۔یہ **مملکت** الہیہ کے دلائل میں سے ہے جسے **مملکت** ہدایت یافتہ قرار دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ قرار دے تو تم اس کے لئے کوئی عقل دینے والا سرپرست نہیں پاؤ گے۔	

مباحث:۔اصحاب الیمین اوراصحاب الشمال کے لئے دیکھئے سورہ الواقعہ ۵۶ کی آیت نمبر ۳۹اور ۴۰۔ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ اور وہ ایک کشادہ جگہ پر ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک (نشانی) ہے۔(غمومی ترجمہ) یہ غمومی ترجمہ بتارہا ہے کہ ا۔۔اصحاب کہف ایک غار کے درمیان تین سو سال سوتے رہے، یہ یہودی لغویات مافوق الفطری اور قوانین قدرت کے خلاف ہیں جو ہو ہی نہیں سکتا۔اور یہ یہودی روایات کے زیر اثر گھڑی گئی دیومالائی کہانی کا ایک حصہ ہے قرآن میں کوئی بھی دیو مالائی بات نا قابل قبول ہے۔ ۲۔۔۔دوسری بات کہ اصحاب کہف اور سورج کا قدرت الہیہ کے قوانین کے برخلاف کبھی ادھر سے اور کبھی ادھر سے نکل جانا انتہائی مضحکہ خیز اور لغو بات ہے۔

اللہ کے قوانین نہ تو کبھی تبدیل ہوتے ہیں اور نہ ہی نتائج میں تبدیلی آتی ہے۔فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا تم اللہ کے احکامات میں ہر گز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ ہی تم کبھی اللہ کی سنت کے نتائج مختلف پاؤ گے ۔ پھر کس طرح قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سورج کبھی ادھر سے اور کبھی ادھر سے کنی کترا تا رہا۔ ۳۔۔۔اور تیسری بات یہ اللہ کی نشانی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ ہمیشہ سے تھی اور آئندہ بھی رہے گی۔ لیکن یہ نشانی کبھی بھی کسی کو معلوم نہ ہوئی حتیٰ کہ رسالتمآب کے زمانے میں بھی معلوم نہ ہو سکی۔ ۴۔۔۔

چوتھی بات کہ الشمس معرف بالام ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ روزانہ کے طلوع اور غروب ہونے والا شمس نہیں ہے۔ یہ وہ شمس ہے کہ جس معاشرے پر طلوع ہوتا ہے تو لوگوں کو اصحاب الیمین بنا دیتا ہے۔اور جس معاشرے میں اس سے لاپرواہی برتی جاتی ہے تو اس کے لوگوں کو اصحاب الشمال بنا دیتا ہے۔ تَّزَاوَرُ مادہ۔۔زور۔۔،مانی زور لگانا،زبردستی کرنا،زیارت کرنا،عَن۔۔ بہت سے مختلف معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔اس مقام پر سببیہ ہے جیسے کہ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ (ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اُس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا)

تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ کا معنی ہے بسبب انکی کیفیت کے جھکتا ہے۔

18	وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا

	تم خیال کرتے ہو کہ وہ چوکنے ہیں، حالانکہ وہ غافل ہیں۔اور ہم انہیں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کے درمیان منقلب ہوتے دیکھتے ہیں،اوران کالالچی ٹولہ حد بندیوں کے ذریعے پھیلانے والا ہوا۔اگرکہ تم انکی کیفیت پر مطلع ہوجاتے تو یقیناًاُن سے منہ پھیر کر فرار ہوجاتے اور تمہارے دل میں ان کا رعب بیٹھ جاتا۔

مباحث:۔ كَلْبُهُمْ ۔۔مادہ۔۔ ک ل ب۔۔ شکار کے لئے سدھائے گئے جانور جیسے کتا۔بہت کم ہی کتے کے علاوہ شکار کے لئے سدھایا ہوا جانور ہوتا ہے۔قرآن نے تشبیہاًعلماء سوء کو"کتا"کہا ہے۔جو اس کہف کی چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ کوئی دائرہ اسلام میں نہ تو داخل ہوسکے اور جو ان کے چنگل میں پھنس گیا ہے وہ نہ نکل سکے۔سورہ الاعراف کی آیات نمبر ۱۷۵۔۱۷۶ میں ایسے ہی ایک کتے کا ذکر ملتا ہے۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَـٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿﴾ اورانھیں اس شخص کی خبر سنائیے جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا کیں پھر وہ ان سے بالکل الگ ہوگیا اور شیطان نے اس کا پیچھا پکڑلیا تو وہ گمراہوں میں ہوگیا(175) اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان ہی آیتوں کے سبب بلند کردیتے لیکن وہ خود زمین کی طرف جھکتا چلا گیا اور اس نے خواہشات کی پیروی اختیار کرلی تو اب اس کی مثال کتے جیسی ہے کہ اس پر حملہ کرو تو بھی زبان نکالے رہے اور چھوڑدو تو بھی زبان نکالے رہے۔یہ اس قوم کی مثال ہے جس نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو اب آپ ان قصّوں کو بیان کریں کہ شاید یہ غور وفکر کرنے لگیں(176)

19	وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَـٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا

	اوراس طرح ہم نے انھیں مبعوث پایا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں۔۔۔، توان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم نے کیونکر اتنی مدت گزاری۔؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ایک مدت یا اس کا کچھ حصہ۔، کہا کہ تمہارے نظام ربوبیت کو خوب معلوم ہے کہ تم نے کس وجہ سے یہ مدت کاٹی۔ پس اب تم اپنی اس زبونحالی کے ساتھ اپنے میں سے کسی کو شہر کی طرف بھیجو۔ اور لازماً وہ نظر رکھے کہ کون سی تعلیمات سب سے زیادہ خوشحالی لانے والی ہیں۔ تو وہ اس سے تمہارے پاس تعلیمات زندگی لائے اور لازماً باریک بینی سے کام لے اور کسی کو بھی تمہارے بارے میں خبر نہ ہونے پائے۔اور بو	
	مباحث:۔یوم ۔۔مادہ ی و م ۔۔، معنی۔۔۔سخت لمبا دن۔، کام پر لگانا، کام کی اجرت۔،	
20	إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا	
	یقیناًاگروہ تم پر غلبہ پالیں تو تمہیں دھتکار دینگے یا تمہیں بھی اپنی ملت کی طرف پلٹا لیں گے اور اس طرح تم کبھی فلاح نہ پاسکو گے۔	
21	وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا	

اور اسں طرح ہم نے اِن لوگوں پر بھید کھلتا پایا تاکہ انھیں معلوم ہوجائے کہ مملکت الھیہ کا وعدہ بر حق ہے اور فیصلے کی گھڑی میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔ جب وہ اپنے معاملات کے بارے میں جھگڑر ہے تھے اور انہوں نے کہا کہ ان پر ایک بنیادی ڈھانچہ بناؤ۔۔۔! ان کا نظام ربوبیت ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور جو

لوگ دوسروں کی رائے پر غالب آئے انہوں نے کہا "لازماً ہم ان پر قانون سازی کریں گے۔"

مباحث:۔ مسجد ۔۔مادہ س ج د ۔ معنی۔۔ سرنگوں ہونا۔ مذہب کی دنیا میں خالق کے آگے تصور ہی تصور میں ڈنڈوت بجالانا سجدہ ہے۔اسلام میں سجدہ گاہ اور مسجد کا تصور اسی کی مرہون منت ہے۔ حقیقتاً مسجد وہ مقام ہے جہاں احکامات الٰہی کے آگے انسان بغیر کسی چوں وچرا کے سر تسلیم خم کردے۔ جیسا کہ اسی سورہ میں آیات ۲۶، ۳۸،اور ۴۲ میں تین مرتبہ یاد دہانی کرائی گئی ارشاد ہوا وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا کہ خدا اپنے احکامات میں شرک برداشت نہیں کرتا۔ لیکن ہم نے احکامات میں شرک کی تو انتہا کردی ہے۔۔اول تو احکامات کو سرے سے بھلا کر انسانوں کی تصنیف کردہ شریعت پر عمل پیرا ہوگئے اور دوئم اگر کوئی حکم نظر آ بھی گیا اور چاروناچار اسے ماننے بغیر کام نہ چلا تو اس کی ایسی تباہی پھیری کہ اب اس پر نقد کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ یاد رکھئے شرک فی الاحکامات ہی اصلاً شرک ہے۔اور جو لوگ تھوڑا بہت سمجھ بھی جاتے ہیں تو گھر اور معاشرے کے خوف سے نہیں بدلتے۔ مسجد مفعل کے وزن پر اسم ظرف ہے۔۔ معنی و مفہوم۔۔ ۱۔۔۔وہ جگہ جہاں سرنگوں ہوا جائے۔۔۲۔۔۔دوسرے معنی ہونگے وہ وقت جب سجدہ کیا جائے۔۔۳۔۔۔وہ تعلیم جس کے آگے انسان سرنگوں ہو۔ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور فیصلے کی گھڑی میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔ اس آیت میں ایک تو السَّاعَةَ کا ذکر ہے۔اور دوسری بات یہ دیکھنا ہے کہ عَلَيْهِمْ میں هُم کا مرجع کون ہیں اور لِيَعْلَمُوا میں کس کو معلومات فراہم کی جارہی ہیں۔ لِيَعْلَمُوا میں معلومات ان کو فراہم کی جارہی ہیں جن کو السَّاعَةَ کے متعلق شک تھا کہ رسالتمآب اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں کفار پر کبھی بھی السَّاعَةَ یعنی تباہی اور بربادی نہیں آسکتی۔ جب کہ عَلَيْهِمْ میں هم کا مرجع وہ لوگ ہیں جنکو اصحاب کہف کے زمانے میں تباہ و برباد کیا گیا۔اور دشمنان رسول جان لیں کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے یعنی السَّاعَةَ میں کوئی شک نہیں۔ جب کہ دشمنان رسول السَّاعَةَ میں شکوک و شبہات پیدا کرکے اس کو متنازع بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔

22	سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا	
	عنقریب بعض کہیں گے کہ وہ ایک تہائی تھے اور ان کا چوتھائی حریص ٹولہ تھا اور بعض اٹکل پچو سے کہیں گے کہ وہ پانچواں حصہ تھے اور ان کا چھٹا حصہ حریص ٹولہ تھا اور بعض کہیں گے کہ وہ ساتواں حصہ تھے اور ان کا آٹھواں حریص ٹولہ تھا۔ کہہ دو ان کی تیاری میرا نظام ربوبیت خوب جانتا ہے ان کے بارے میں چند ایک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سو تو ان کے بارے میں طاقت استعمال نہ کرنا سوائے ایسی قوت جس کے ذریعے غلبہ حاصل ہو۔ ان کے بارے میں کسی سے فیصلہ نہ لینا۔	

مباحث:۔ تُمَارِ اور مِرَاءً ۔۔مادہ۔۔ م ر ی / م ر و / م ر ر ۔۔م ر ی / م ر و ۔۔مادہ سے بنے الفاظ میں جھگڑے اور شک کرنے کے معنی ملیں گے۔ لیکن م ر ر مادہ سے بنے الفاظ میں طاقت اور مرتبے کے معنی ملتے ہیں۔کیونکہ پچھلی آیت میں السَّاعَةَ کی بات ہو رہی تھی اور اس میں بھی اسی کا ذکر جاری ہے اس لئے طاقت وقوت اور غلبے کی بات زیادہ موزوں ہے۔ كَلْبُهُمْ ۔۔مادہ۔۔ ک ل ب ۔۔شکار کے لئے سدھائے گئے جانور جیسے کتا۔بہت کم ہی کتے کے علاوہ شکار کے لئے سدھایا ہوا جانور ہوتا ہے۔قرآن نے تشبیہاً علماء سوء کو "کتا" کہا ہے۔ سورہ الاعراف کی آیات نمبر ۱۷۵۔۱۷۶ میں ارشاد ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَـٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿﴾ اور انھیں اس شخص کی خبر سنائیے جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا کیں پھر وہ ان سے بالکل الگ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا پکڑ لیا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا(175) اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان ہی آیتوں کے سبب بلند کر دیتے لیکن وہ خود زمین کی طرف جھکتا چلا گیا اور اس نے خواہشات کی پیروی اختیار کر لی تو اب اس کی مثال کتّے جیسی ہے کہ اس پر حملہ کرو تو بھی زبان نکالے رہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے۔یہ اس قوم کی مثال ہے جس نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو اب آپ ان قصّوں کو بیان کریں کہ شاید یہ غور وفکر کرنے لگیں(176)

23 وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا

اور ہرگز کسی شے کے لئے یہ نہ کہنا کہ میں یہ کام مستقبل قریب میں کرنے والا ہوں۔

24 إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَـٰذَا رَشَدًا

	مگر یہ کہ اگر مملکت الہیہ کے قانون مشیت میں ہو۔اور اگر کوئی بات نظر انداز ہو جائے تو اپنے نظام ربوبیت کی ربوبیت کو پیش نظر رکھو۔۔۔۔اور اعلان کرو کہ بہت ممکن ہے کہ میرا نظام ربوبیت مجھے بطور فہم و فراست اس سے بھی قریب تر راستہ دکھائے۔	
25	وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا	
	اور وہ اپنی پناہ گاہ کے بارے مبالغہ آرائی سے کان بھرنے والے سالوں تک مبعوث رہے اور فساد میں زیادہ ہوئے۔	
	اور ان لوگوں نے وحی الہی (کہف) کے معاملے میں بادشاہ کے کان میں کانا پھونسی کی وجہ سے بہت سخت وقت اور نگرانی کی زیادتی کے ساتھ گزارا۔	
26	قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا	
	کہہ دو کہ مملکت الہیہ کو ہی بخوبی علم ہے کہ کس وجہ سے انہوں نے یہ وقت گزارہ۔۔بلند وزیریں کے چھپے کا علم اسی کے لئے ہے۔اور مملکت الہیہ کی اس بارے میں سماعت و بصارت کا کیا کہنا۔۔ان لوگوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی سرپرست نہیں ہے اور وہ کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کرتا ہے۔	
27	وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا	
	اور تم اپنے نظام ربوبیت کے ضابطہ پر عمل پیرا رہو۔۔۔،وہ ضابطہ جو تمہیں دیا گیا۔۔۔۔،۔اس کے احکامات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔اور اس کے سوا تم کہیں پناہ نہ پاؤ گے۔	

مباحث:۔وَاتْلُ۔۔مادہ۔۔ت ل و ہے۔جس کے معنی میں نہ صرف کسی چیز کا پڑھنا اور پڑھانا ہوتا ہے بلکہ اس کو سمجھانا اور اس پر عمل پیرا ہونا بھی ہے۔سورہ الشمس میں سورج کے پیچھے پیچھے چل کر چاند سورج کی تلاوت کر رہا ہے۔وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿۲﴾ (آفتاب اور اس کی روشنی کی قسم(1)اور چاند کی قسم جب وہ اس کے پیچھے چلے)(عمومی ترجمہ)

28 وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا

تم اپنے ضابطہ حیات پر ان لوگوں کے ساتھ استقامت سے ڈٹے رہو جو لوگ صبح و شام (ہر وقت) اپنے نظام ربوبیت کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی توجہ کے طلبگار ہیں ۔ اور موجودہ زندگی کی زینت کے طلبگار ہوتے ہوئے ان کی طرف سے تم آنکھیں نہ پھیر لو۔اور ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل چھوڑ رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

29 وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا

اور اعلان کر دو کہ حق کا تعین تمہارے نظام ربوبیت کی طرف سے ہے پس اب جس کا جی چاہے امن قائم کرے اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کرے۔۔۔۔۔، ہم یقیناً ظالموں کے لئے دشمنی کی آگ تیار پاتے ہے جس کے پردے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور اگر مدد طلب کریں گے تو ان کو مدد ضرور دی جائے گی لیکن ایسی مدد کہ جو ان کی توجہات (شخصیت) کو مسخ کر دے۔یہ بدترین طرز زندگی ہے اور بدترین رفاقت ہے۔

مباحث:۔الشَّرَابُ ۔۔مادہ ش ر ب معنی۔۔پینا۔، کسی بات کا رجحان جو دل میں راسخ ہو جائے۔۔ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۔، ان کے دل میں غیر از وحی خیالات رچ بس گئے، راسخ ہو گئے۔مُرْتَفَقًا۔۔مادہ ر ف ق۔ معنی۔۔ کہنی۔، سہارہ۔، دوست۔يَشْوِي ۔۔مادہ۔۔ش و ی ۔۔جلانا۔، بھوننا۔،

30 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

بے شک جو لوگ اہل امن ہوئے اور صالح عمل کئے۔ یقیناً ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے جو انتہائی حسن کارانہ عمل کرے۔

مباحث:۔
صالح عمل میں وہ تمام عمل شامل ہیں جو صلاحیت بخش ہوں۔ لوگوں کی اصلاح کریں۔، آپس میں صلح کرائیں۔

31 أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے معدنیات بھری ایسی ریاستیں ہونگی ۔۔ جن کی ما تحتی میں خوشیاں رواں دواں ہونگی۔۔۔ان ریاستوں میں انہیں سونے کو گردش میں رکھنے کی اجازت دی جائیگی۔۔۔اور عزت دی جائیگی شادابی و خوشحالی کے ساتھ قائم رہنے والی ان ریاستوں میں برق رفتار خلافت کی ۔۔۔ جس میں سہارہ لئے ہوئے اعلٰی وارفع مراتب پر فائز ہونگے۔ کیا ہی نعمت والا ہے اجر۔ اور کیا ہی حسین ہے رفاقت۔

مباحث:۔ أَسَاوِرَ ۔۔مادہ۔۔س و ر ۔۔ معنی ۔۔جوش میں آنا۔اچھل کود کرنا۔ساورہ مساورہ کسی پر حملہ آور ہونا مقابلہ کرنا۔ساور بہ الافکار کسی کے دماغ پر افکار وخیالات کا ہجوم ہونا۔سوَّرَهُ۔۔۔۔۔۔۔ فصیل بنانا۔سوّرَ المرأہ عورت کو کنگن پہنانا۔اسی مادہ سے سوار ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہے۔۔اسوار پرانے زمانے کے بادشاہوں کی سواری جسے انگریزی میں (chariot) کہتے ہیں۔۔اس لئے يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ ان لوگوں کو جائز ہوگا اساور کنگن یا سواری مِن ذَهَبٍ سونے سے۔يَلْبَسُونَ۔۔مادہ ل ب س ۔۔ معنی۔۔ کسی پر کوئی چیز مشتبہ یا پیچیدہ بنانا۔خلط ملط کرنا۔ لبس الثوب پہننا۔لبس الحیاء شرم کرنا۔ لبس قوماً مزید معنی کے لئے عربی لغت کو دیکھئے۔ ثِيَابًا ۔۔۔مادہ ث و ب معنی ۔۔ لوٹانا۔واپس کرنا۔بدلہ یا انعام۔ الثوب کپڑا۔لباس۔تن پوشش۔زیور۔کپڑوں کا تھان۔ خُضْرًا۔۔۔مادہ خ ض ر معنی ۔۔ سبز ہونا۔سبزی۔نرمی وتازگی۔سرسبز وشاداب۔اِخْتُضِرَ کسی کی بحالت جوانی موت ہوجانی۔ خِضراً لک وَمِضراً آپ کے لئے خوشحالی وشادابی ہو۔سُندُسٍ ۔۔مادہ۔۔س ن د س ۔۔ معنی۔۔باریک۔لطیف۔(یہ لفظ معرب ہے۔)وَإِسْتَبْرَقٍ ۔۔مادہ۔۔ب ر ق ۔۔ معنی۔۔چمکنا۔بجلی کا ظاہر ہونا۔ستارے کا بلند ہونا۔چمک دمک۔ استبرق بجلی کی چمک سے روشن ہونا۔الْأَرَائِكِ ۔۔مادہ۔۔ء ر ک۔۔ معنی۔۔قیام پزیر ہونا۔ارک فی الامر ثابت قدم رہنا۔۔اریکہ تکیہ جمع الْأَرَائِكِ مُرْتَفَقًا۔۔مادہ۔۔ر ف ق ۔۔ معنی۔۔ کسی کے ساتھ نرمی برتنا۔رحم کرنا۔مہربانی سے پیش آنا۔ساتھی اور دوست ہونا۔کسی کے ساتھ منسلک ہونا۔ اَلمِرفَق ہر وہ چیز جس سے مدد لی جائے،فائدہ اٹھایا جائے یا ضرورت پوری کیجائے۔سہارہ۔تکیہ۔تکیہ۔کہنی۔

32 وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا

	اورانہیں دومرد میداں کی مثال سناد وان دونوں میں سے ایک کے لئے ہم نے دوداروں والوں سے دو خوشحال ریاستیں بنائیں اور ہم نے ان دونوں کی حفاظت کی سچے خیرخواہوں کے ساتھ ہم نے ان کے درمیان نشوونما کا تعلق بنایا۔	
	مباحث:۔	
33	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا	
	وہ دونوں ریاستیں اپنے نتائج لاتیں اور نتائج لانے میں کچھ بھی ظلم نہ کرتیں۔اور ہم نے ان کی دوستی کے درمیان خوشحالیاں جاری کیں۔	
34	وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا	
	اور نتائج اس کے لئے تھے۔، پس اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی مملکت والوں سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور افراد کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط۔	
35	وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا	
	وہ اسی عالم میں اپنے لوگوں پر ظلم کرتا ہوا اپنی ریاست میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی تباہ بھی ہو سکتا ہے۔	
36	وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا	

	اور میرا گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی جواب دہی کا وقت آئے گا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اگر میں اپنے نظام ربوبیت کے سامنے پیش بھی کیا گیا تو اس سے بہتر انقلابی جگہ پاؤنگا۔	
37	قَالَ لَهُۥ صَاحِبُهُۥ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَكَفَرْتَ بِٱلَّذِى خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّىٰكَ رَجُلًا	
	اس کے ساتھی مملکت والے نے گفتگو کے دوران اس سے پوچھا کہ کیا تو اس کا منکر ہو گیا ہے جس نے تجھے محتاجی (تراب) کی حالت سے پھر کمزوری کی حالت (نطفہ) سے بنایا پھر تجھے بھرپور مرد میدان بنا دیا۔	
38	لَّٰكِنَّا۠ هُوَ ٱللَّهُ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِرَبِّىٓ أَحَدًا	
	لیکن وہ مملکت الٰہیہ ہی ہے جو میرا نظام ربوبیت ہے۔۔اور میں کسی کو اپنے نظام ربوبیت میں شریک نہیں کرتا ہوں،	
مباحث:۔غور کیجئے اس مقام پر رب کے ساتھ شرک کے کیا معنی۔۔۔؟؟اس کے رویہ میں شرک اور تکبر کی بو تھی۔اگلی آیت میں اس کو واضح کر دیا گیا ہے۔		
39	وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا۠ أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا	
	اگر تو مجھے مال اور افراد میں اپنے سے کم تر پاتا ہے تو کیوں نہ ہوا کہ جب کہ تو اپنی ریاست کے معاملات میں دخل در اندازی کر رہا تھا تو تو اعلان کرتا کہ مملکت الٰہیہ کے قوانین کے مقابلے پر کوئی قوت نہیں۔	
40	فَعَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا	

	بہت ممکن ہے کہ میرا نظام ربوبیت مجھے تیری ریاست سے بھی بہتر دے اور تیری ریاست پر مملکت الٰہیہ ایک سخت حساب کرنے والا بھیج دے کہ وہ نیست و نابود ہو جائے۔	
	مباحث:۔ حُسْبَانًا ۔۔مادہ۔۔ ح س ب ۔۔معنی حساب کرنا۔۔ حُسْبَانًا کا وزن فُعلَانٌ کا ہے جس میں انتہائی شدت پائی جاتی ہے۔ جیسے "طوفان"۔اس لئے حُسْبَانًا کے معنی ہوئے انتہائی سختی سے حساب لینے والا۔	
	أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا	41
	یا اس ریاست کا نظام حیات اتنا غیر ہو جائے کہ تیرے بس میں ہی نہ رہے کہ تو اس نظام کو طلب کر سکے۔	
	وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا	42
	اور اس کے سارے نتائج کا احاطہ کیا گیا پھر وہ اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا جو اس نے اس ریاست پر لگایا تھا اور وہ ریاست باوجود اقتدار ہونے کے اجڑ گئی اور کہا کاش میں اپنے نظام ربوبیت کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔	

	مباحث:۔ یہ اس ریاست یا مملکت کی بات ہے جس کے قوانین بربنائے حقوق احکامات الٰہی کے برخلاف اپنی من مانی کر کے بنائے گئے ہیں۔ ہمارے مفسرین نے شرک کو پرستش میں شرک سمجھا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اللہ کو ایک مانا جائے اور اسی سے حاجت روائی کے لئے اسی کی عبادت کی جائے۔۔۔۔ ورنہ شرک ہوتا ہے اور اللہ شرک کو برداشت نہیں کرتا۔۔۔ اور مشرک کبھی فلاح نہیں پاتا۔۔۔!! لیکن مشاہدہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔۔۔۔۔ اگر ایسا ہی ہو تو دنیا کی تمام اقوام جو ہمارے مفسرین کے پیمانوں کے مطابق مشرک ہیں۔۔۔ برباد ہوتیں اور صرف مسلمان ہی کامیاب وکامران ہوتا۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مسلمان ہی دنیا کی سب سے برباد قوم ہے۔۔۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ممالک ہی جو انفرادی اور اجتماعی طور پر بالکل اللہ کی پرستش کر رہے ہیں دنیا کی رزیل ترین اقوام بن کر رہ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔!!! اس کی وجہ صرف ایک ہے اور یہ کہ ہم نے پرستش میں شرک اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور شرک فی الاحکامات بھول گئے ہیں۔ اوپر جس باغ کی مثال دی گئی ہے وہ ایسی ریاست کی مثال ہے جس کا حاکم شرک فی الاحکامات میں مبتلا تھا۔ جب کہ اس کا صاحب خالص احکامات پر عمل پیرا تھا۔	
43	وَلَمۡ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٞ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا	
	اور اس کے لئے کوئی جماعت نہ تھی جو مملکت الہیہ کے مقابلے پر اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی بدلہ لے سکتا تھا۔	
44	هُنَالِكَ ٱلۡوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلۡحَقِّۚ هُوَ خَيۡرٞ ثَوَابٗا وَخَيۡرٌ عُقۡبٗا	
	یہاں حاکمیت صرف اور صرف بربنائے حقوق مملکت الہیہ کی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ سراپا خیر ہے اور انجام کار بھی بہتر ہے۔	

آگے آیت نمبر ۴۵ میں "كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ "(پانی جسے السماء سے نازل کیا) کی مثال دینے کو کہا گیا ہے۔ اس مقام پر بارش کے پانی ہی کا ذکر ہے لیکن کہا جا رہا ہے کہ اس کو بطور مثال پیش کرو۔ مثال اس لئے دی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے کسی اور حقیقت کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ زمین کو بہترین پانی ملنے کے باوجود اس کی نباتات کا آخر کار انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ سوکھ کر بھوسا بن جاتی ہے اور اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔۔ یہی انجام اس قوم کا ہوتا ہے کہ جو احکامات الٰہی پر چلنے کی بجائے اپنی من مانی احکامات پر چلتے ہیں۔ اس لئے حکومت کو انہیں شکست دینا آسان ہو جاتا ہے اور اس کی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور اقوام عالم ان کو ذلیل کر کے رکھ دیتی ہیں۔

45	وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا
	اور ان کے لئے موجودہ زندگی کی مثال بیان کرو۔۔۔ مانند ایک ایسا ضابطہ حیات جسے ہم نے بلند معیار عطا کیا۔۔۔ لیکن عوام کا پیدا کردہ ضابطہ حیات اس کے ساتھ گڑ مڑ ہو گیا پس وہ ایسا قابل شکست ہو گیا۔۔ کہ اسے حکومت اچک لے۔۔۔۔۔۔ مملکت الٰہیہ ہر شئی کے پیمانے بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے
46	الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا
	یہ مال اور جتھے محض ادنیٰ زندگی کی خوشنمائی ہیں اصل میں تو صلاحیت بخش اعمال ہی بقاء دینے والے ہیں اور تیرے نظام ربوبیت کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور ان ہی اعمال سے اچھی اُمیدیں وابستہ ہیں۔
47	وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا

	اور جس دن ہم چودھریوں کو انکی جگہ سے کھسکا دینگے اور تم ان کے مقابلے پر عوام کو سامنے کھڑا پاؤ گے، اور ہم تمام چودھریوں کو ایسا جمع کریں گے کہ ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔	
48	وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا	
	اور تیرے نظام ربوبیت کے سامنے صف باندھ کر پیش کیے جائیں گے یقیناً تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے ہو جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار اقتدار دیا تھا بلکہ تم نے تو زعم کیا تھے کہ ہم تمہارے لیے کوئی احتساب کا دن مقرر نہ کریں گے۔	
49	وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا	
	اور قانون کی کتاب رکھ دی جائے گی۔۔۔ پس تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے ہائے ہم پر افسوس۔۔۔! یہ کیسی کتاب ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے اور تیرا نظام ربوبیت کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔	
50	وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا	

اور وہ وقت بھی یاد رکھو جب ہم نے نافذین احکامات سے کہا کہ آدمیت کے آگے سرنگوں ہو جاؤ تو سوائے ابلیس کے سب سرنگوں ہو گئے وہ جنوں میں سے تھا سو اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔۔۔، تو پھر کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔! ظالموں کے لئے انجام بہت برا ہے۔

مباحث:۔

جب کبھی بھی کسی آیت کی ابتدا اِذْ یا اذا یا ترء سے ہوتی ہے تو کسی نہ کسی بات کی یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ بات مشاہدے میں آئی ہی نہ ہو تو اس جملے کے کہنے کا کیا فائدہ۔۔۔۔؟

جیسے اس آیت کی ابتدا وَإِذْ سے ہو رہی ہے۔، اور یاد رکھو کہ جب۔۔۔! اور فوراً بعد ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے۔۔ لیکن اگر وہ واقعہ ہمارے مشاہدے میں نہیں آیا تو یاددہانی کا کوئی فائدہ نہیں۔۔ یاددہانی تو اس بات کی کرائی جاتی ہے جو انسان کے مشاہدے اور علم میں پہلے سے موجود ہو۔

آدم و ابلیس کا قصہ جس انداز سے ہمیں بتایا جاتا ہے وہ پتہ نہیں کب کی بات ہے۔۔۔۔ لیکن غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ ہمارے مشاہدے میں روز کسی نہ کسی شکل میں آتا رہتا ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ ہمارے خود گھر کے اندر بہت سارے چھوٹے بڑے ابلیس اپنا حق جمانے کے لئے آدم سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ لیکن اس طرف کبھی ہمارا خیال جاتا ہی نہیں اور اسی لئے ان مشاہدات کی ہمارے لئے کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

51 مَّا أَشْهَدتُّهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا

نہ تو حکومت و ملک کی تخلیق پر اور نہ ہی انکے ظابطہ اخلاق پر ان کی مدد لی گئی اور نہ ہی میں ایسا ہوں کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا دست و بازو بناتا۔

52	وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا	
	اور جس دن وہ اعلان کرتا ہے کہ ان کی دعوت دو جن پر تمہیں ناز تھا کہ وہ میرے شریک تھے۔۔۔ تو یہ دعوت دیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی جواب نہ دے گا۔۔۔ اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کا سامان پایا ہے۔	
53	وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا	
	اور جب مجرم لوگ دشمنی کی آگ دیکھیں گے تو وہ خیال کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔	
54	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا	
	اور بیشک ہم نے اقوام عالم کے لیے اس قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کی مثالی چیزوں سے بیان کر دیا ہے۔، لیکن انسان اکثر چیزوں میں جھگڑالو ہے۔	
55	وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا	
	اور اقوام عالم کو رہنمائی آجانے کے بعد کس چیز نے روکا ہے کہ یہ امن قائم نہیں کر رہے ہیں اور اپنے نظام ربوبیت سے حفاظت نہیں طلب کر رہے ہیں۔۔۔۔، مگر یہ کہ ان کے ساتھ گزرے لوگوں جیسا انجام ہو یا ان کے سامنے بھی سزا آجائے۔	
56	وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا	

	اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے اور پیش آگاہ کرنے والے بنا کر بھیجتے ہیں۔اور کافر باطل کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو ملیا میٹ کر دیں اور انہوں نے میرے احکامات کو اور جس انجام سے انہیں پیش آگاہ کیا گیا تھا مذاق بنا لیا تھا۔
57	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا
	اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے نظام ربوبیت کے احکامات سے یاد دہانی کرائی جائے پھر وہ ان سے منہ پھیر لے اور جو کچھ اس نے اپنی قوت سے اقدام کئے اسے بھول جائے بے شک ہم نے ان کے دلوں پر پردے پڑے رہنے دئے ہیں کہ اسے سمجھیں بوجہ ان کے کانوں میں گرانی ہے۔۔۔۔! اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بھی دعوت دو تو بھی وہ ہر گز راہ پر نہ آئیں گے۔
58	وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا
	حالانکہ آپ کا نظام ربوبیت بڑا حفاظت فراہم کرنے والا اور صاحبِ رحمت ہے وہ اگر ان کے اعمال کا مواخذہ کر لیتا تو فوراہی سزا نافذ کر دیتا لیکن ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے۔کہ اس نظام ربوبیت کے علاوہ کوئی پناہ نہ پائیں گے۔
59	وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا
	یہ ہیں وہ بستیاں جن کو ہم نے ان کے ظلم کی بناء پر ہلاک پایا۔اور ان کی تباہی کی ہم نے ایک میعاد مقرر پائی ہے۔

آیت نمبر ۶۰ میں سیدنا موسیٰ کے حوالے سے ایک واقعہ کا بیان ہے۔۔۔اس واقعہ کے حوالے سے چند سوالات اٹھتے ہیں۔۔۔ا۔۔۔کیا یہ واقعہ حقیقت میں موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا۔۔؟ یا یہ کہ ان کے اس دنیا سے جانے کے بعد ان کی تعلیمات پر عمل پیرا لوگوں کو ان حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔۔؟ ۲۔۔۔سیدنا موسیٰ کے ساتھ نوجوان کون تھا۔۔؟اس کا ذکر قرآن میں بلاوجہ تو نہیں آسکتا۔۔کیا اس کی اتنی ہی ذمہ داری تھی کہ وہ مچھلی کی حفاظت کرے۔۔۔۔؟؟؟۔ظاہر ہے وہ شخص جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے بہت اہمیت کا حامل ہے ۳۔۔۔مجمع البحرین کے ذکر کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔؟؟ مجمع البحرین جو سیدنا موسیٰ کا مطمع نظر و مقصود تھا اکیوں نظر نہ آیا۔۔۔۔ذرا غور کیجئے کہ دو دریاؤں کا سنگم ہی نظر نہ آیا۔۔۔یاللعجب۔۔۔۔!!کیا مجمع البحریں اتنی ہی چھوٹی جگہ تھی کہ اس کی طرف دھیان ہی نہ گیا۔۔۔۔!!! ۴۔۔۔مجمع البحرین پر پہنچ کر مچھلی کو ہی بھول گئے۔۔۔۔۔!!۔۔۔اس مچھلی کی کیا اہمیت ہے۔۔۔؟؟۔۔۔یہ مچھلی کیسی تھی جو اتنے لمبے سفر کے بعد بھی نہ تو مری نہ سڑی۔،زندہ بھی رہی اور چکمہ دے کر نکل بھی گئی۔۔۔!۵۔۔۔ناشتے سے کیا مراد ہے۔۔؟اس ناشتے کی کیا اہمیت ہے کہ جس کا ذکر قرآن کر رہا ہے۔۔؟۶۔۔۔۔۔غلام کو معلوم تھا اور اس بات کا گواہ بھی تھا کہ مچھلی چکمہ دے کر نکل گئی تھی اور دریا میں مانند سراب غائب بھی ہو گئی تھی لیکن وہ اس وقت تک خاموش تماشائی بنا رہا جب تک کہ اس سے مچھلی کو مانگا نہ گیا۔اور پوچھنے پر اس تمام معاملے کو شیطان کا بھلا دینا گردانہ جا رہا ہے۔۔۔یہ کون سا بھول جانا ہے جس کی وجہ شیطان تھا۔۔۔!!!۔۔۔اور کیوں۔۔۔؟۷۔۔۔۔ایسا کون سا ناشتہ ہوتا ہے جس میں مچھلی زندہ لے کر سفر کیا جاتا ہے۔۔۔۔؟باجود ایک اتنے لمبے سفر کے جس میں سیدنا موسیٰ تھک گئے تھے مچھلی پھر بھی زندہ رہی۔۔۔۔۔!!!۸۔۔۔مچھلی کے غائب ہو جانے کی جگہ کو کیوں اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ واپسی انہی نقش قدم پر ہو رہی ہے جس پر آئے تھے۔۔۔۔۔؟؟۹۔۔۔۔۔اس شخص کا اس سفر میں کیا کام تھا۔۔۔۔؟؟کیا وہ صرف ناشتہ اٹھانے کی ذمہ داری پر ہی معمور تھا۔۔۔۔۔؟؟ ۱۰۔۔۔واپسی کے سفر پر وہ کون سا شخص تھا جس کو ایک خاص علم سے نوازا گیا تھا۔۔۔۔؟؟۱۱۔۔موسیٰ اس تعلیم کو حاصل کرنے کے لئے کیوں بے تاب تھے۔۔۔۔؟؟۱۲۔۔۔۔موسیٰ کو اس تعلیم کے حصول میں صبر کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔!!جس کا مظاہرہ کرنے میں موسیٰ کامیاب نہ ہوئے اور اخیراً ان کو اس شخص سے جدا ہونا پڑا۔اگر تو یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ روائتی تراجم سے معلوم ہوتا ہے تو ان تمام سوالات کے جوابات نہیں ملتے۔۔۔۔اصل بات یہ ہے کہ یہ موسیٰ کا نہیں بلکہ ان کے پیروکاروں کا واقعہ ہے اور ان کے پیروکاروں نے جب کوئی راہبر نہ پایا تو سیدنا عیسیٰ کے سلیم الفطرت پیر کاروں کے ساتھ مل کر ایک راہبر کی تلاش میں نکلے۔اس لئے ہمیں تمام تر واقعہ کو تمثیلی انداز سے سمجھنا ہو گا۔۔اس پورے واقعہ میں سیدنا موسیٰ نہیں بلکہ ان کی قوم کا ذکر ہے کہ وہ کس طرح سیدنا موسیٰ کی تعلیمات سے دور ہوتے چلے گئے اور جب ان کی قوم کے کچھ صالح لوگوں کو خیال آیا تو بہت دیر ہو چکی تھی اور سیدنا مسیح کی تعلیمات کا چرچا تھا لیکن وہ بھی اپنی صحیح حالت میں موجود نہیں تھیں۔دونوں اقوام سرگرداں تھے کہ صحیح تعلیمات ڈھونڈ نکالیں۔قرآن نے جس نوجوان کا ذکر کیا ہے وہ سیدنا مسیح کے پیروکار ہیں۔اور مجمع البحریں ان دونوں اقوام کی تعلیمات کا

60	وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا	
	اور یاد رکھو جب موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں نہ رکونگا یہاں تک کہ دو بحرانوں پر جمع ہونے والوں تک ابلاغ نہ کرلوں ورنہ اس کے انجام تک پیچھے پڑا رہونگا۔	
61	فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا	
	توجب دونوں نے بحران پر جمع ہونے والوں کو تبلیغ کی تو وہ دونوں اپنے دھوکے باز پیشوا کو بھول گئے کیونکہ اُس نے بحران میں اپنا راستہ مانند سراب بنایا ہوا تھا۔	
62	فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا	
	پس جب وہ دونوں آگے بڑھے تو موسیٰؑ نے اپنے نوجوان سے کہا "ہمیں ہمارا شاندار مستقبل دے دو، یقیناً ہمیں ہمارے اس علمی سفر سے علامت راہ ملی ہے۔"	
	مباحث:۔غَدَاءَنَا ۔۔مادہ۔۔غ دو۔۔معنی۔۔صبح۔صبح کو آنا جانا، صبح کا ناشتہ۔،دوپہر کا کھانا۔۔الغد الافضل شاندار مستقبل۔،	
63	قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا	
	اس نوجوان نے کہا کہ کیا آپ نے غور کیا کہ جب ہم اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے تو میں دھوکے باز پیشوا کو بھول گیا اور قوت باطلہ نے ہی اس کے تذکرے سے غافل کردیا تھا اور اس نے بحران میں عجب انداز سے راستہ بنالیا تھا۔	

مباحث:۔ بڑی عجیب بات ہے کہ جس مقام یا منزل کو مقصود بنا کر موسیٰ اور ان کا ساتھی نکلے تھے اسی کو بھول گئے۔۔۔۔!!! وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا (اور یاد رکھو جب موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں نہ باز آؤنگا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا جاؤں۔)عمومی ترجمہ، آیت ۶۰۔۔ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ دو دریاؤں کا سنگم کیا اتنی چھوٹی چیز تھی کہ نظر نہ آئی۔ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ جس کو خاص طور پر منزل مقصود بنایا ہو۔ الصَّخْرَةِ ۔۔مادہ ص خ ر ۔۔ معنی۔۔ سخت۔۔، پتھر۔، چٹان۔، ھو صخرہ الوادی وہ موقف پر اڑنے والا۔ اس آیت میں مچھلی کے بھلانے کو شیطان کی طرف منسوب کی گیا ہے۔۔۔ ذرا سوچئے کہ مذہبی پیشوا کس چیز کو بھلواتا ہے۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟ شیطان صرف اور صرف وحی الہی کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ ان باقیات میں سے تھے جو موسیٰ اور حارون نے اپنے پیچھے چھوڑے تھے۔ یاد رکھئے یہ داستان موسیٰ نہیں بلکہ موسیٰ کے بعد موسویت کے سفر کی داستان ہے۔اور ہمارے مفسرین نے یہودی روایات کے زیر اثر جنکو خضر بنایا ہے وہ رسالتمآب کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

64 قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا

موسیٰ نے کہا اسی کی تو ہم تلاش میں تھے چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر واپس لوٹے۔

65 فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا

پھر ہمارے تابعداروں میں سے ایک تابعدار کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے قوت دی تھی اور اسے اپنی مملکت کی تعلیم دی تھی۔

	مباحث:۔اس مقام سے کچھ مفسرین نے ایک علم لدنی کو اختراع کیا۔حالانکہ مِن لَّدُنَّا کے معنی ہیں ہمارے پاس سے اور مِّنْ عِندِنَا کا بدل ہے۔بلکہ مزید وضاحت ہے۔سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۵ میں بتایا گیا تھا کہ مَّا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (جو لوگ کافر ہیں، خواہ اہل کتاب سے ہوں یا مشرکوں میں سے، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت نازل ہو، اور اللہ اس شخص کو جو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔) یہ مقام وہ ہے جہاں موسیٰ اور مسیح کی تعلیم پر چلنے والے رسالتمآب کی تعلیمات سے روشناس ہونے لگے۔عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اور کوئی نہیں ہے بجز رسالتمآب کے۔
66	قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
	موسیٰ نے اس سے کہا "کیا میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اُس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟"
67	قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
	اس نے جواب دیا "تو میرے ساتھ برداشت کرنے کی ہرگز استطاعت نہیں رکھے گا۔"
68	وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا
	اور تم اس بات کو کیونکر برداشت کر سکتے ہو جس کی خبر کا تم نے کوئی احاطہ کیا ہی نہیں۔
69	قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا

	موسیٰ نے کہا کہ تو مجھے مملکت الہیہ کے قانون مشیت کے مطابق برداشت کرنے والا پائے گا اور میں تیرے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا	
70	قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا	
	اس نے کہا کہ اگر تم میری پیروی کرنا چاہتے ہو تو تم کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرنا۔ جب تک کہ میں خود تم سے اس کا ذکر نہ کروں۔	
71	فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا	
	پھر دونوں آزادی سے چلے یہاں تک کہ وہ ایک منظم معاشرے سے جڑ گئے اور اس نے اس معاشرے میں پھوٹ ڈال دی تو موسیٰ نے کہا کہ تو اس معاشرے میں پھوٹ ڈالتا تاکہ اس کی اقلیت والے لاپرواہ ہو جائیں۔ یقیناً تو نے ایک خطرناک کام کیا ہے۔	

مباحث:۔یہاں صرف اتنی بات ذہن میں رکھئے کہ یہ عام کشتی نہیں ہے کیونکہ ۔۔۔ السَّفِينَةِ ہے جو ال کی وجہ سے معرف باللام ہے۔اس کا مطلب ہے کہ یا تو اس کشتی کے متعلق پہلے ذکر آچکا ہے یا یہ بطور اصطلاح یا بطور تشبیہ استعمال کیا ہے ۔ یہی لفظ سورہ العنکبوت کی آیت نمبر ۱۵ میں سیدنا نوح کے حوالے سے آیا ہے۔،سورہ القمر میں تفصیل سے سیدنا نوح کی کشتی کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (پھر نوحؑ کو اور کشتی والوں کو ہم نے بچا لیا اور اُسے دنیا والوں کے لیے ایک نشان عبرت بنا کر رکھ دیا) عمومی ترجمہ مندرجہ ذیل مباحث اور سوالات کے ذریعے ہم یہ ثابت کریں گے قرآن میں کشتی کو بطور تشبیہ ایک معاشرے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ کشتیٔ نوح بہت مشہور ہے۔کچھ لوگوں نے اسے جودی پہاڑ پر بھی ڈھونڈ نکالا ہے۔اور ہمیں بے وقوف بنانے کے لئے یہ باور کرایا گیا ہے کہ ایک سیلاب کا ذکر تمام مذاہب کے نوشتوں میں موجود ہے،جو سیلاب نوح ہی ہے ۔اس کشتی میں تمام جانوروں کی جوڑی بھی سوار تھی۔۔۔ لیکن۔۔!!۔۔ کسی کو خیال نہیں آیا کہ دنیا میں کھربا کھرب اقسام کے حشرات الارض آج دریافت ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔سوال ہوگا کہ یہ حشرات الارض نوح کی کشتی میں کیسے سوار تھے۔چلئے مان بھی لیا کہ سوار تھے تو پھر آج کیونکر دریافت ہوئے۔۔؟اور سیدنا نوح نے کہاں کہاں سے ان کو نکالا۔۔۔۔۔؟اور اگر سوار نہیں تھے تو قرآن کا یہ کہنا کہ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ (ہم نے نوح سے کہا کہ ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو نر و مادہ کو اس کشتی میں سوار کر لو)۔(عمومی ترجمہ) کا کیا معنی اور مفہوم لیا جائے گا۔۔۔؟دنیا کے کھربا کھرب انواع واقسام کی مخلوقات کو سوار کرانے کے لئے کتنی بڑی کشتی کی ضرورت ہوئی ہوگی۔۔۔؟!اتنی بڑی کشتی بنانے کے لئے آج کی دنیا کے سب سے بڑے بحری بیڑے سے بھی بڑے بیڑے بنانے کے لئے کتنے وسائل اور ماہرین کی ضرورت ہوئی ہوگی۔۔۔؟ایک گوشت خور جانور کو کس طرح روزانہ کے حساب سے جو گوشت دیا گیا ہوگا وہ کس جانور کا ہوگا۔۔۔۔؟ایک گوشت خور جانور سے دوسرے جانور کو بچانے کے لئے کیا کیا انتظامات کئے گئے ہونگے۔۔؟کیا ایسے انتظامات کرنے کے مادی اور انسانی وسائل موجود تھے۔۔۔؟جب کہ مومنین کی تعداد چند افراد پر ہی مشتمل تھی۔۔۔۔۔۔!جانوروں کی غلاظت کو صاف کرنے کے لئے کون لوگ لائے گئے ہونگے۔۔۔؟اور اتنے درندہ اور وحشی جانوروں کو کس طرح درندگی سے روکا گیا ہوگا۔۔۔۔؟کیا مومنین کو پہلے جانوروں کو سدھانے کی تربیت بھی دی گئی تھی۔۔۔؟یاد رکھئے کہ قِصّہِ نوح میں اور تمام مقامات پر کشتی تشبیہاً ایک معاشرے کو کہا گیا ہے۔خَرَقَهَا ۔۔ مادہ خ ر ق ۔۔ معنی۔۔عادت کے خلاف بات کرنا۔سوراخ کرنا۔جھوٹ گھڑنا۔کشادگی پیدا کرنا۔پھاڑ ڈالنا لِتُغْرِقَ ۔۔مادہ غ ر ق۔۔ معنی۔غرق کرنا۔بے نیاز۔استغراق۔انہماک۔لاپرواہ۔

72	قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا	
	اس نے کہا۔ "کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔؟"	
73	قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا	
	موسیٰ نے کہا جو بھول ہو گئی اس پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کریں اور اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ سختی نہ کریں۔	
74	فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا	
	چنانچہ پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک سرکاری اہلکار سے ملے تو اس نے جب اس سے لڑائی کی تو موسیٰ نے پوچھا کہ تم نے ایک بے قصور شخص سے بغیر کسی وجہ کے لڑائی کی۔ یقیناً تم نے بہت ناپسندیدہ کام کیا۔	
75	قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا	
	اُس نے کہا "کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ برداشت سے کام نہیں لے سکو گے۔؟"	
76	قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي عُذْرًا	
	موسیٰ نے کہا اگر اس کے بعد میں کسی بات کا سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں کہ آپ میری طرف سے معذرت کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔	

77	فَانطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْا۟ أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُۥ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَٱتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا	
	پھر دونوں آگے چلے۔۔۔یہاں تک کہ ایک قریہ والوں تک پہنچے۔۔اور ان سے ان کی بود و باش کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں لیکن ان لوگوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا۔۔۔چنانچہ دونوں نے اس قریہ میں قوم کے اہل و لائق لوگوں کو پایا جو ناپید ہوا چاہتے تھے۔ تو اس نے اس کو قیام دیا۔ اس نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔	

مباحث:۔اس آیت میں چند باتیں غور طلب ہیں۔۔۔!ا۔پہلی بات یہ کے اس شہر کے لوگوں سے ان کے بود و باش،قوانین کی بابت بات کرنا چاہی جس کا ان کو صاف انکار مل گیا۔۔قریہ بستی کو کہتے ہیں۔یہ ام القراء نہیں ہوتا ہے۔۔۲۔۔۔لفظ اسْتَطْعَمَا بعام سے بنا ہے جس کو ہم مختلف مقامات پر دیکھ چکے ہیں کہ اس کا مفہوم تمام تر ضروریات زندگی بشمول قوانین تعلیمات اور نظریہ حیات کے ہوتے ہیں۔۳۔۔۔تیسری بات کہ ان کے انکار پر انکو ایک دیوار نظر آئی جو گرا چاہتی تھی۔۔آخر کیا بات ہے کہ ان کو قوانین سے مطلع کرنے سے انکار پر ایک دیوار نظر آئی۔فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا چنانچہ دونوں نے اس قریہ میں ایک دیوار پائی۔۔۔غور کیجئے فَوَجَدَا آیت کے اس جز میں ف چنانچہ کس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔جب قریہ والوں نے ضیافت سے انکار کر دیا تو ف نتیجتاً انہوں نے ایک دیوار پائی۔یعنی دیوار کا پانا ضیافت سے انکار کا نتیجہ تھا۔۴۔۔۔فَأَقَامَهُ ۔تو اس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا۔۔۔غور کیجئے کہ بعام دونوں نے طلب کیا۔۔دیوار کو گرتے دونوں نے دیکھا۔۔لیکن۔۔۔دیوار کو قائم صرف اس صاحب علم نے کیا۔۔۵۔۔۔موسیٰ کا یہ کہنا کہ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا "اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔"خود بتا رہا ہے کہ یہ کلام کسی نبی یا رسول کا نہیں ہو سکتا۔رسول تو کبھی بھی کسی انسان سے اجر کا طلبگار نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ تو کسی شکریے کے اظہار کی تمنا بھی نہیں کرتا۔إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا "ہم صرف اللہ کی مرضی کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں اور نہ تو تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ" رسول تو کہتے ہیں وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور میں اس کا کوئی اجر بھی طلب نہیں کرتا ہوں میرا اجر تو ربوبیت عالمینی کے ذمہ ہے۔

قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا	78
اس نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان فرق ہے یقیناً میں تمہیں ان تمام باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم برداشت کرنے کی بالکل استطاعت نہیں رکھتے۔	

79 أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا

معاشرہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ کمزور لوگوں کی بستی تھی جو بحران کے معاملے میں نبرد آزما تھے میں نے چاہا کہ اس کو عیبدار بنوادوں، کیونکہ ان کے پیچھے ایک ایسا بادشاہ تھا جو ہر معاشرے کو زبردستی قبضہ کرلیتا تھا۔

مباحث:۔أَعِيبَهَا (باب افعال)۔۔مادہ۔۔ ع ی ب ۔۔معنی۔۔عیب۔۔،عاب الشيءُ۔۔عیب دار ہونا،عیب دار کرنا۔۔۔قاموس الوحید میں عاب فلاناً کے معنی لکھے ہیں "کسی میں عیب نکالنا۔کسی کے عیب بیان کرنا،اس مقام پر ایک تو سفینہ بمعنی ایک بستی اور معاشرہ ہے۔اور أَعِيبَهَا کے معنی عیب دار کرنا نہیں بلکہ اس بستی کے عیب بیان کرنا ہے تاکہ ان کے پیچھے جو ملک آرہا ہے وہ اس بستی پر زبردستی قبضہ نہ کرلے۔روائتی تراجم اور تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ا۔۔۔اگر تو کشتی کی ساخت کو عیب دار بنانے کی بات ہورہی ہے تو اس میں سوراخ کرنے یا ایک پھٹہ اکھاڑنے یا نہ اکھاڑنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ نہ تو سوراخ اتنا بڑا تھا اور نہ ہی پھٹّہ اتنا بڑا اکھاڑا جا سکتا تھا کہ کشتی فوراً ڈوب جائے۔۲۔۔۔اگر چھوٹا موٹا کشتی کو نقصان پہنچ بھی تو اس سے بادشاہ کو کیا فرق پڑ سکتا تھا اس نے ہر صورت اس کشتی پر قبضہ کرکے اسے ٹھیک کرالینا تھا۔۳۔۔۔غور کیجئے کہ بادشاہ کیسے لوگوں پر حکومت کیا کرتے ہیں اور کیسے لوگوں کو اپنے قریب رکھتے ہیں اور کون سے قوانین بناتے ہیں جس کے ذریعے عوام کو قابو میں کرتے ہیں۔انہی تین چیزوں پر اس صاحب عقل ودانش نے ضرب لگائی ہے۔

80 وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا

اور رہا اہلکار کا معاملہ تو اس کا سربراہ اور جماعت دونوں ہی اہل امن تھے اس لئے ہم ڈرے کہ وہ انہیں بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کرے۔

مباحث:۔الْغُلَامُ ۔۔مادہ غ ل م معنی۔۔نوکر۔۔۔مجازاً حکومت میں نوکری کرنے والوں کو بھی نوکر کہا جاتا ہے۔،یہ اور بات ہے کہ آج کل عوام ان کی نوکر بن گئی ہے۔(civil servant)حکومتی کارندے ہوتے ہیں۔،لیکن آج کل عوام ان کے غلام ہوگئے ہیں۔

81	فَأَرَدْنَا أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا	
	چنانچہ ہم نے چاہا کہ ان کا نظام ربوبیت ان دونوں کے لئے اس سے کردار میں بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو بدل دے۔	
82	وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا	
	باقی وہ جو کام کے لائق افراد کی جماعت تھی باضابطہ شہر بنانے والے دو بے مثال سرکاری اہلکاروں کے لئے اور اس جماعت کے ماتحت ان دونوں کا خزانہ تھا۔اور ان کا قائد و جماعت باصلاحیت تھے پس تیرے نظام ربوبیت کا تقاضہ ہوا کہ وہ دونوں شدت شعور کو پہنچیں اور تیرے نظام ربوبیت کی رحمت سے اپنا خزانہ نکال لیں۔اور میں نے جو کچھ کیا اپنی مرضی سے نہیں کیا۔یہ ہے انجام ان باتوں کا کہ جن پر تم برداشت کرنے کی استطاعت نہ کر سکے۔	

مباحث:۔ الْجِدَارُ قرآن نے مال ودولت کو جمع کرنا کوئی اچھی بات نہیں کہی ہے اور خاص طور پر دین کے لئے کام کرنے والوں کا ہاتھ پھیلانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ دین کے لئے مخلص نہیں۔ وہ دین کے ذریعے اپنا اور اپنے خاندان والوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ انکا تو کہنا یہ ہوتا ہے وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ (میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے)۔ دین کے لئے کام کرنے والے اگر مال جمع کریں تو ان کے لئے قرآن نے جو کہا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد ہے۔۔۔۔۔!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ اے ایمان والو! اکثر علما اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھاجاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ (عمومی ترجمہ) اس لئے دین کے ساتھ خالص لوگوں کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ دین کے نام پر کتابیں نہیں بیچتے۔۔۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا اجر طلب نہیں کرتے۔۔۔ گو کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنا سب کچھ لٹا کر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کردے۔ لیکن ایک صالح انسان کی یہ خوبی بھی نہیں ہوسکتی کہ وہ بچوں کے لئے خزانہ چھوڑے۔ اس لئے زیر مطالعہ آیت میں دو یتیم بچوں کے لئے جو خزانہ دفن ہے وہ کس نے دفن کیا اور کس طرح ان کے لئے جمع ہوا۔۔۔۔۔؟؟۔۔ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔۔۔؟۔۔ دیکھئے اس آیت میں چند باتیں اگر کھل جائیں تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ خزانہ کیا ہے۔۔۔ انبیاء کی میراث مال ودولت نہیں بلکہ ان کے اصول اور کارنامے ہوتے ہیں۔۔ ا۔۔۔ اصول نام ہے قوانین قدرت کا۔۔ ۲۔۔۔ اور کارنامہ نام ہے ان اصولوں کی بنیاد پر بنا ایک اصلاحی اور فلاحی معاشرے کا۔ یعنی وہ دیوار جو گرا چاہتی تھی اصلاً قوانین قدرت یعنی وحی الٰہی کی دیوار تھی جو ایک ایسے معاشرے میں گرا ہی چاہتی تھی جہاں کے عوام قوانین نام کی کسی چیز سے واقف نہ تھے اسی لئے صاحب عقل ودانش کے پوچھنے پر انہوں نے صاف انکار کردیا۔ اسی قریے میں ایک سرکاری کارندے سے بھی جھگڑے تک کی نوبت پہنچ گئی۔۔ لیکن اسی قریے میں ایک دیوار بھی تھی جو لب دم تھی اور گرا ہی چاہتی تھی۔۔ لیکن اپنے اندر ایک خزانے کو محفوظ کئے ہوئے تھی۔ امید ہے اب خزانے کی حقیقت بھی واضح ہوگئی ہوگی اور دیوار کی بھی۔ یہ تو معلوم ہی ہوگیا کہ یہ وہ قریہ تھا جہاں احکامات الٰہی کو پس پشت ڈالا گیا جس کی وجہ سے وحی الٰہی کا شمس غروب ہی ہوا چاہتا تھا اور لوگ اصحاب الشمال میں تقسیم ہوگئے تھے۔ اس قریے کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وحی الٰہی کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی اور اسکی دیوار اب گرا ہی چاہتی تھی۔۔۔ فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ۔۔۔ اس لئے اس دیوار کو سہارہ دینے کا مطلب ہے کہ اس صالح شخص نے وحی الٰہی کی دیوار کو مضبوط کیا تھا۔

83	وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَن ذِي ٱلۡقَرۡنَيۡنِۖ قُلۡ سَأَتۡلُواْ عَلَيۡكُم مِّنۡهُ ذِكۡرًا
	یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھیں گے۔۔۔ان سے کہو یقیناً میں اس کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں۔
	مباحث:۔ ذِي ٱلۡقَرۡنَيۡنِ اس کو دو طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔ذی کے معنی ہیں"والے"اور قرنین کے معنی ہیں دو قرن۔۔۔۔یعنی ذی القرنین اس شخص کو کہا جائے گا جس کا اثر ورسوخ دو ادوار پر محیط ہو۔کیونکہ قرنین بوجہ ال کے معرف بالام ہے اور کسی خاص قرنوں کی طرف اشارہ ہے۔یعنی یہ کسی کا اسم علم یعنی نام نہیں ہو سکتا۔لیکن کنیت ہوسکتی ہے۔جیسے ابو ھریرہ قرن اگر زمانے کے لحاظ سے لیا جائے تو دو ادوار بھی لیا جا سکتا ہے۔جیسے کسی بادشاہ کے دو زمانے ہو سکتے ہیں۔ایک اس کے عروج کا زمانہ اور دوسرا اسکے زوال کا زمانہ۔۔اور اگر اچھائی اور برائی کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان کے مابین فیصلے کی صلاحت رکھنے والے کو ذو القرنین کہینگے۔یہاں پر اتنی ہی بات پر اکتفا کرتے ہیں۔آگے چل کر خود واضح ہو گا کہ ذِي ٱلۡقَرۡنَيۡنِ سے کیا مراد ہے۔
84	إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَءَاتَيۡنَٰهُ مِن كُلِّ شَيۡءٖ سَبَبٗا
	یقیناً ہم نے اس کو ملک میں تمکن عطا کیا تھا اور ہم نے اسے تمام اسباب سے نوازا تھا۔
85	فَأَتۡبَعَ سَبَبًا
	تو اس نے ایک راستے کو اختیار کیا۔۔

86 حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا

یہاں تک کہ جب وہ ایک سرکش حکومت کے زوال پذیر ہونے کی منزل تک پہنچا تو پایا اس کا زوال اس کے وہ منظور نظر ہمایتیوں کی وجہ سے اور اس جگہ ایک دوسری قوم کو پایا تو ہم نے اعلان کیا کہ اے ذوالقرنین تمہیں اختیار ہے چاہے اس سرکش حکومت کو سزا دو یا ان کے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو۔

مباحث:۔اس قصے میں ایک بادشاہ کا تصور دیا جاتا ہے جسکو قدرت نے اپنی نعمتوں سے نوازا تھا۔اور اس نے بہت سارے سفر بھی کئے ۔ایک سفر اس نے مغرب کی طرف کیا اور اس جگہ جا پہنچا جس جگہ سورج ایک گرم اور کالی کیچڑ کے چشمے میں غروب ہو رہا تھا۔چلیئے ایک لمحے کے لئے مان لیتے ہیں کہ یہ زمینی سفر تھا تو ہر سفر جو مغرب کی طرف کیا جائے گا وہ غروب آفتاب کے وقت ایسا ہی ہوگا۔اس میں کیا خاص بات تھی۔؟آیت کے اگلے جز میں جو جواب دیا گیا ہے اس سے پتہ چل جائیگا کہ معاملہ کیا ہے۔۔۔؟وہاں پر ایک قوم بس رہی تھی جس کے لئے کہا گیا کہ تم اس کو چاہو تو سزا دو یا حسن سلوخ اختیار کرو۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا بات ہوئی۔۔۔؟؟۔۔۔ان لوگوں کی کون سی غلطی تھی کہ جس کی پاداش میں انکو سزا دی جائے گی یا انہوں نے کون سا کارنامہ سر انجام دیا تھا جس کے بدلے میں انکے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے گا۔؟؟۔۔۔اول تو آنے والا یا تو مہمان بن کر آئے گا نہیں تو دشمنی نکالنے۔یہاں مہمان نوازی تو قطعاً نظر نہیں آرہی اس لئے کہ مہمان آکر میزبان کو سزا دینے کا حق نہیں رکھتا۔اس لئے یہ سفر ایک جنگی سفر تھا۔۔۔اور اسی لئے غالب حکمران سے کہا جا رہا ہے کہ " تمہیں اختیار ہے چاہے ان کو سزا دو یا ان کے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو۔"

87 قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكْرًا

	ذوالقرنین نے کہا کہ جس نے توظلم کیا ہے بہر حال ہم ان کو سزادینگے مزید اسے اس کے نظام ربوبیت کی عدالت میں پیش کیا جائیگا اور وہ اسے بدترین سزادے گا۔	
88	وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا	
	اور جو کوئی امن قائم کرنے والا اور اصلاحی عمل کرنے والا ہے تو اس کے لئے انتہائی حسین بدلہ ہوگا۔ اور ہم اپنے حکم سے اس کے لئے آسانیاں پیدا کریں گے۔	
89	ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا	
	تو اس نے ایک راستے کو اختیار کیا۔	
90	حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا	
	یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں سرکش حکومت کو طلوع ہوتے پایا۔ اور اس مملکت کو ہم نے ایک قوم پر مقرر پایا اور حکومت اور اس قوم کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ پائی۔	
91	كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا	
	واقعتاً اسی طرح ہوا۔۔۔ ،اور جو کچھ اس کے پاس تھا۔۔۔ ہمارے علم نے احاطہ کیا ہوا تھا۔	
92	ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا	

	پھر اس نے ایک راستے کو اختیار کیا۔	
93	حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيۡنَ ٱلسَّدَّيۡنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوۡمٗا لَّا يَكَادُونَ يَفۡقَهُونَ قَوۡلٗا	
	یہاں تک کہ دو رکاوٹوں کے درمیان پہنچا تو دیکھا کہ ان دو رکاوٹوں کے علاوہ ایک قوم ہے جو کسی بات کی سمجھ کے قریب ہی نہیں پھٹک پا رہی۔	

مباحث:۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ قوم کون سی تھی۔۔۔۔۔!!۔۔۔اس کے لئے سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات کا مطالع کرنا ہوگا کیونکہ اس قوم کا ذکر ان آیات میں بھی آیا ہے۔اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ذوالقرنین کون تھا۔ سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات میں ارشاد ہے۔۔۔۔۔۔

يس ﴿﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿﴾ تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿﴾ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿﴾ یٰس (1) حکمت والے قرآن کی قسم، (2) بیشک تم بھیجے گئے رسولوں میں سے ہو (3) سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہوؤں میں سے (4) غالب مہربان کا اتارا ہوا، (5) تاکہ تم اس قوم کو پیش آگاہ کرو جس کے باپ دادا نہ پیش آگاہ کئے گئے۔ تو وہ بے خبر ہیں، (6) بیشک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ امن قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ (7) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ٹھوڑیوں تک پڑے رہنے دئے ہیں کہ یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے (8) اور ہم نے ان کے آگے رکاوٹ پائی ہے اور ان کے پیچھے ایک رکاوٹ پائی ہے اور مزید یہ کہ اوپر سے مت ماری گئی ہے کہ انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ (غمومی ترجمہ)

میرا نہیں خیال کہ ان آیات کے بعد اب یہ سمجھنے میں کوئی بات مانع ہو گی کہ

ا۔۔۔ سورہ یٰسین میں کس کو مرسلین میں سے کہا گیا ہے۔۔؟ بلاشک و شبہ رسالتمآب کو مرسلین میں سے کہا گیا ہے۔

۲۔۔۔ تاکہ رسالتمآب ایک ایسی قوم کو خبردار کریں جس کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ یہ قوم دنیا کی جاہل ترین قوم عرب کی حمیت جاہلیہ کی غفلت میں پڑی ہوئی خانہ بدوش بدووں کی قوم تھی۔

۳۔۔۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ ان کی گردنوں میں دوسرے اقوام نے غلامی کے طوق ڈالے ہوئے ہیں۔ ذرا نظر اٹھا کر دیکھئے کہ آج کس کی گردن میں غیر اقوام کی غلامی کے طوق نظر آرہے ہیں۔ یقیناً یہ اِس وقت کی نام نہاد مسلم اقوام اور رسالتمآب کے زمانے کی عرب خانہ بدوش جاہل اقوام ہیں۔۔۔۔۔ ان اقوام کو کچھ نظر نہیں آرہا کہ کیا کرنا ہے۔۔۔۔ کہ ان کی عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں

۵۔۔۔ جی ہاں یہ ہماری ہی داستان ہے۔۔ ہمارے آگے بھی غلامی کی دیوار کھڑی ہے اور پیچھے بھی غلامی کی دیوار نے روک لگائی ہوئی ہے۔۔ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا مزید یہ کہ اوپر سے مت ماری گئی ہے کہ انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

94 قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا

ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج اور ماجوج نے مملکت میں فساد برپا کر رکھا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے لئے اخراجات فراہم کردیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کی درمیان ایک راہ راست والا مقرر کردیں۔

مباحث:۔

95 قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا

اس نے کہا کہ جو اس کے بارے میں مجھے میرے نظام ربوبیت نے اختیار دیا ہے وہ سراپا خیر ہے اب تم لوگ قوت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان رخنے کا حل بتا دوں۔

96 آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا

میرے پاس حد بندی کے احکامات لاؤ۔۔یہاں تک کہ جب دونوں پابند کی گئی اقوام کو حقوق و فرائض میں برابر کردیا۔۔۔ تو کہا اب ان احکامات پر عمل پیرا ہو جاؤ۔۔۔یہاں تک کہ جب اس قوم کو خوب نمایاں کردیا تو۔۔کہا اسے میرے سامنے پیش کرو۔۔۔ میں اس کو قطار بندی سکھا دوں۔

مباحث:۔زُبَرَ ۔۔مادہ۔۔ز ب ر ۔۔ معنی صحیفے۔ مضبوط و توانا ہونا۔ پتھر۔ رائے اور عقل والا ہونا۔ کتاب۔ لکھی ہوئی چیز۔ تحریر۔۔ الْحَدِيدِ۔۔ مادہ۔۔ ح د د ۔۔ معنی۔۔ حد۔ حد۔ کسی ملک کی حد (سرحد)۔ کسی بھی چیز کی حد۔ چھادیواری۔ انتہا۔ حدود اللہ۔ مجرم پر واجب ہونے والا قانون۔۔ سَاوَىٰ ۔۔مادہ۔۔س و ی ۔۔ ہر لحاظ سے برابر کر دینا۔ ہر لحاظ سے درست، مناسب اور باکردار ہونا۔ الصَّدَفَيْنِ ۔۔۔مادہ ص د ف معنی۔۔ہٹنا، باز رہنا، اعراض کرنا، پھر جانا، پلٹ جانا۔ انفُخُو۔۔مادہ ن ف خ ۔نفخ الامر ۔۔ حکم نافذ کرنا۔۔ احکامات پر عمل کرنا نَارًا ۔۔۔مادہ۔۔ن و ر ۔۔ معنی۔۔ آگ۔ روشن ہونا، چمکنا، خوش رنگ ہونا۔ أُفْرِغْ ۔۔مادہ۔۔ف ر غ ۔۔ معنی۔۔ خالی ہونا، کسی کام سے فارغ ہونا، بافراغت ہونا قِطْرًا ۔۔مادہ۔۔ق ط ر ۔۔ معنی۔۔ قطرہ۔ بوند۔ کسی بھی چیز کا قطرہ قطرہ کر کے گرنا۔ قطار میں آنا ماقطرک علینا تم نے ہم پر چڑھائی کیوں کی۔ اقطر السمآء آسمان سے پانی برسنا۔ اقطر فلاناً فرسہ گھوڑے کا سوار کو پہلو کے بل گرا دینا۔

97	فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا
	جس کے بعد نہ وہ استطاعت رکھیں گے کہ غلبہ پا سکیں گے اور نہ ہی اس میں دراڑ ڈال سکیں گے۔
98	قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا
	کہا یہ ضابطہ رحمت میرے نظام ربوبیت کی طرف سے ہے۔ پس جب میرے نظام ربوبیت کا وعدہ آتا ہے تو راستہ کھول دیتا ہے، بیشک میرے نظام ربوبیت کا وعدہ برحق ہے۔

مباحث:۔ حرف ف اس نتیجے کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو ماقبل عمل کیا گیا ہو۔اور فعل ماضی سے پہلے اگر إِذَا آجائے تو فعل مضارع کا معنی دیتا ہے۔اس آیت میں إِذَا کے بعد جَاءَ فعل ماضی آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اذا کے اثر کی وجہ سے اس فعل کا معنی ماضی کے بجائے مضارع میں کرنا ہونگے۔	
وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا	99
اور ہم نے کچھ لوگوں کو نظر انداز کیا جو کہ اس دور میں دوسروں پر سرکشی کرتے ہیں اور تصور کو عملی شکل دی گئی۔۔۔ نتیجتاً۔۔۔ہم نے ان سب کو یک ساتھ جمع کر دیا۔	
وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا	100
اور ایسے دور میں ہم نے قید خانہ کو کافروں کے سامنے بالکل عیاں کر کے پیش کر دیا تھا۔	
الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا	101
اُن کافروں کے سامنے جو میری نصیحت کی طرف سے اندھے بنے ہوئے تھے اور کچھ سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے	
أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا	102
تو کیا یہ لوگ، جنہوں نے انکار کی روش اختیار کی ہے، یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے محکوموں کو اپنا سرپرست بنالیں گے؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے قید خانہ تیار کر رکھی ہے۔	

103	قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا	
	کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارے میں پڑنے والے لوگ کون ہیں؟	
104	الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا	
	وہ لوگ کہ جن کی ساری سعی وجہد ادنیٰ زندگی میں راہِ راست سے بھٹکی رہی لیکن وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔	
105	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا	
	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نظام ربوبیت کے احکامات اور اس کے حصول سے انکار کیا اس لیے اُن کے سارے اعمال کوئی نتیجہ نہ لا سکے پس بوقت حساب ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔	
106	ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا	
	ان کا بدلہ ان کے انکار کے سبب قید خانہ ہے کہ انہوں نے میرے احکامات اور میرے پیامبروں کا مذاق بنا لیا تھا۔	
107	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا	
	یقیناً جن لوگوں نے امن قائم کیا اور صلاحیت بخش عمل کیئے ان کے لئے خوشحال فلاحی ریاست بطور مہمان نوازی ہے۔	

108	خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا	
	وہ ہمیشہ اس ریاست میں رہیں گے اور تحویل کی حالت میں اس سے بغاوت نہیں کریں گے۔	
109	قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا	
	اعلان کردو۔۔ کہ اگر کہ نظام ربوبیت کے احکامات کے خلاف کتنے ہی بحران پھیلے ہوئے ہوں تو بھی اس سے پہلے کہ میرے نظام ربوبیت کے احکامات ختم ہوں بحران ختم ہو جائیں گے۔ خواہ اس کی مثل اور بھی پھیلے ہوئے بحران ہمارے پاس آجائیں۔	
110	قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا	
	اعلان کردو۔۔۔! کہ میں تو صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔۔۔ البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا حاکم اعلیٰ یکتا حاکم ہے پس جو کوئی اپنے نظام ربوبیت کے حصول کا خواہشمند ہے۔ اسے چاہیے کہ اصلاحی عمل کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی تابعداری میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ اعلان کردو۔۔۔	